حقوق اور آداب

(از جناب مولوی حکیم محمد بشیر صاحب مبارکپوری رحمانی)

تقریباً ہر سمجھدار جانتا ہے کہ انسان کی پیدائش عبث اور غیر مفید کام کیلئے نہیں ہے بلکہ اُسے زندگی کے اخیر لمحہ تک مفید مطلب اور کارآمد افعال قانون الٰہی کی ماتحتی میں کرنے ہیں جنھیں وہ انجام دیکر دنیا میں سرخرو اور آخرت کی جوابدہی سے بری اور اجر و ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔ ان اعمال کی دو قسمیں ہیں۔ پہلے وہ اعمال ہیں جن کا تعلق محض اللہ جل شانہٗ وعم نوالہٗ کی ذات سے ہے دیگر مخلوقات سے کسی قسم کا بالکل لگاؤ نہیں جنھیں **حقوق اللہ** کہا جاتا ہے جیسے توحید، نماز، روزہ وغیرہ جملہ عبادات۔ دوسرے وہ اعمال ہیں جن کا تعلق بظاہر بندوں سے خود آپس میں ہے جنھیں **حقوق العباد** کہا جاتا ہے جیسے عدل و انصاف، جود و سخا، رحمت و مہربانی وغیرہ۔

انسان اپنے ابتدائے آفرینش میں جن سے روشناس ہوتا ہے وہ مہربان ماں، باپ ہوتے ہیں جنھیں بچہ کی راحت سے آرام اور تکلیف سے دکھ پہنچتا ہے جو اپنے اوپر بڑی سے بڑی مصیبت برداشت کر لیتے ہیں مگر بچوں پر اس کا معمولی اثر بھی گوارا نہیں کرتے۔ غرضکہ مادری اور پدری محبت بذات خود اتنی زبردست ہوتی ہے جو مزید دباؤ کی محتاج نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم نے اس کے بیان کی چنداں ضرورت نہ سمجھی کہ ماں باپ کا برتاؤ اپنے بچوں کے ساتھ کیسا ہونا چاہیئے۔ لیکن لڑکیاں چونکہ بظاہر ماں باپ کیلئے غیر مفید معلوم ہوتی ہیں اسلئے ممکن تھا کہ ان سے بے توجہی برتی جاتی لہٰذا ان کے متعلق خاص طور پر حدیث شریف میں ذکر کیا گیا عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَاءَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنَا وَھُوَ ھٰکَذَا وَضَمَّ اَصَابِعَہٗ (مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۲۱/۲۲) حضورؐ فرماتے ہیں کہ جس کسی نے اپنی دو لڑکیوں کی ان کے بلوغت تک پرورش کی ہیں اور وہ قیامت کے دن ایک جگہ اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی انگلیاں آپس میں ملا لیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسولخدا فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وَمَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْ مِثْلَھُنَّ مِنَ الْاَخَوَاتِ فَاَدَّبَھُنَّ وَرَحِمَھُنَّ حَتّٰی یُغْنِیَھُنَّ اللّٰہُ اَوْجَبَ اللّٰہُ لَہُ الْجَنَّۃَ فَقَالَ رَجُلٌ اَوِ اثْنَتَیْنِ قَالَ اَوِ اثْنَتَیْنِ حَتّٰی لَوْ قَالُوْا اَوْ وَاحِدَۃً لَقَالَ وَاحِدَۃً (مشکوٰۃ ص ۴۲۳/۲۲) یعنی جس شخص نے اپنی تین لڑکیوں یا تین بہنوں کی پرورش کی ان کو آداب شرعیہ اخلاق حسنہ سکھایا ان کے ساتھ مہربانی اور سلوک کرتا رہا تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اس کی لڑکیوں یا بہنوں کو بے نیاز کر دیا۔ اللہ تعالیٰ شخص مذکور کو جنت میں ضرور داخل کرے گا ایک صحابی نے عرض کیا کہ حضورؐ اگر بجائے تین کے دو ہوں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ دو ہوں جب بھی یہی حکم ہے راوی کہتے ہیں کہ اگر لوگ ایک کے متعلق پوچھتے تو آپ ایک کے متعلق بھی یہی حکم فرماتے۔

بچوں کو آداب و اخلاق کی تعلیم چونکہ ضمناً ادب کا ذکر آ گیا ہے اس لئے بعض ضروری آداب و اخلاق کا ذکر کرنا مناسب

معلوم ہوتا ہے بچوں کو چھٹپنے ہی سے سلام اور سچ بولنے کا عادی بنانا چاہیئے۔ بدزبانی اور گالی گلوچ پر مناسب تنبیہ کرنا چاہیئے۔ صفائی ستھرائی کا عادی اور میلے کچیلے رہنے سے متنفر بنانا چاہیئے۔ روتے ہوئے بچوں کو چپ کرنے کیلئے کبھی ڈرانا نہیں چاہیئے کیونکہ اس سے ہمیشہ کیلئے بزدل ہو جاتے ہیں۔ چھوٹا پن بری چیز ہے اس سے بچانا چاہیئے۔ جوں جوں بڑے ہوتے جائیں شریعت کے آسان مسائل سے آشنا کرتے رہنا چاہیئے۔ بڑوں کی فرمانبرداری اور لحاظ کا اور چھوٹوں اور کمزوروں پر رحم اور مہربانی کرنیکا عادی بنانا چاہیئے۔ سب سے بڑی چیز تعلیم ہے اس میں غفلت ہرگز نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ تعلیم ہی دینی اور دنیوی ترقیوں کا واحد ذریعہ ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ماں باپ ابتدائے تخلیق سے لیکر جوانی تک اس کی ہر ایک ضرورت پوری کرتے ہیں اسکی معمولی تکلیف کا بھی پوری قوت سے مقابلہ کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے حقوق کو بڑی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ قرآن مجید میں تقریباً چھ مواضع میں والدین کے حقوق کا ذکر کیا گیا ہے جن میں سے تین جگہ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے ساتھ ہی ساتھ بیان فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے (۱) وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ۝ وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ۝ (پ ۱۵ ع ۳) (تم سب پر) تمہارے رب نے یہ فرض کیا ہے کہ بجز اپنے رب کے کسی غیر کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرتے رہو۔ اگر تمہاری زندگی میں تمہاری ماں یا باپ یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن کی کسی بات پر اُف نہ کہو اور نہ ڈانٹو بلکہ ہمیشہ ان کے تابعدار رہو اور مہربانی کرتے رہو اور دعا کرتے رہو کہ رَبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا یعنے اے میرے رب تو میرے ماں باپ پر رحم اور مہربانی فرما جس طرح اُن دونوں نے میرے چھٹپنے میں میری پرورش کی۔

(۲) وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (پ ۵ ع ۳) اور عبادت کرو اللہ کی اور اسکے ساتھ اسکی ذات، صفات، عبادات میں کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی اور اچھے برتاؤ کرو۔

(۳) قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمْ عَلَیْکُمْ اَلَّا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا (پ ۸ ع ۶) اے پیغمبر لوگوں سے کہدیجئے کہ تم پر تمہارے پروردگار نے شرک اور ماں باپ کی حق تلفی کو حرام کیا ہے پس تمہیں چاہیئے کہ اپنے رب کو اکیلا سمجھو اور ماں باپ کے ساتھ اچھے سلوک کرتے رہو۔

(۴) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ اِحْسَانًا ۭ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ کُرْھًا وَّوَضَعَتْہُ کُرْھًا (پ ۲۶ ع ۲) ہم نے انسان کو والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنیکی تاکید کی ہے (خصوصاً ماں کے ساتھ اسلئے کہ) اسکو اسکی ماں (زمانۂ حمل میں) بہت مشقت اور تکلیف سے پیٹ میں رکھتی ہے اور بڑے درد دکھ سے جنتی ہے۔

(۵) وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ ۚ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصٰلُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ۭ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ۝ وَاِنْ جَاھَدٰکَ عَلٰٓی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْھُمَا وَصَاحِبْھُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا (پ ۲۱ ع ۱۱)

ہم نے انسان پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کے حقوق کو پورے طور پر ادا کرتا رہے کیونکہ اس کی ماں نے کمزوری پر کمزوری اور سستی پر سستی برداشت کرتے ہوئے اسے عرصہ تک حمل میں رکھا۔ اور دو سال تک برابر اپنے جسم کا جوہر دودھ پلاتی رہی خبردار میرے حکم کی مخالفت نہ کرنا کیونکہ تمہیں میرے ہی پاس دنیا سے لوٹکر آنا ہے۔ ہاں اگر تمہارے والدین تم سے شرک کرانا چاہیں تو اس بات میں انکی تابعداری ہرگز نہ کرنا ہاں دنیاوی معاملات میں پھر بھی ان کے ساتھ اچھے سلوک سے پیش آؤ۔

(۶) وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا۔ وَاِنْ جَاهَدَاكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ (پ ۲۰ ع ۱۲۶) اور ہم نے انسان کو ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنیکی وصیت کی اور اگر وہ لوگ تم سے کوشش کریں کہ تم میرے ساتھ غیر کو شریک سمجھو تو تم ہرگز (اس بات میں) ان کی اطاعت نہ کرو۔ میرے پاس تمہیں لوٹکر آنا ہے میں تمہیں ان اعمال سے خبردار کرونگا جنھیں تم دنیا میں کرتے تھے۔ مذکورہ بالا آیات شریفہ سے چند فوائد حاصل ہوتے ہیں جو ذیل میں درج ہیں۔

(۱) صرف اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کرنا (۲) کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا عبادات میں شریک کرنا یا سمجھنا شرک ہے۔ (۳) ماں باپ کی اطاعت کرنا خواہ اپنی مرضی کے خلاف ہی کیوں نہ ہو ضروری ہے لیکن جس صورت میں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی حکم کی خلاف ورزی کو کہیں تو ان کا یہ حکم نہ ماننا چاہیے مگر پھر بھی دنیاوی معاملات میں ان کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنا ضروری ہے (۴) ماں کے حقوق کا باپ کے حقوق سے زیادہ ہونا حدیث شریف میں ہے عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَجُلٌ يَا رَسُوْلَ اللهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ قَالَ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اُمُّكَ ثُمَّ اَبَاكَ ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ (مسلم ص ۳۱۲ ج ۲) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اچھے سلوک کئے جانیکا کون زیادہ حقدار ہے آپ نے فرمایا تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہاری ماں پھر تمہارا باپ پھر قریبی رشتہ دار پھر قریبی رشتہ دار۔ سائل کے جواب میں تین مرتبہ صرف ماں کو اور چوتھی مرتبہ باپ کو ذکر کرنا ماں کی افضلیت پر کھلی ہوئی دلیل ہے۔

رشتہ داروں کے حقوق علاوہ والدین کے رشتہ دار بھی حسب مراتب احسان کے مستحق ہیں اور اس بارے میں تمام دوسرے لوگوں سے مقدم ہیں قرآن مجید نے بھی جہاں خرچ کے مصارف بتایا ہے وہاں اقربا کو دوسروں سے پہلے بیان کیا ہے۔ فرمایا وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ الآیہ (پ ۲ ع ۶۶) اور دیا مال کو باوجود اس (مال) کی محبت کے قرابت مندوں اور یتیموں اور مسکینوں وغیرہ کو۔

حدیث شریف ہے۔ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ (مشکوٰۃ ص ۴۲۱ ج ۲) آنحضورؐ نے فرمایا بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائیوں پر مثل باپ کے ہے اولاد پر۔ ایک حدیث میں ہے الْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ (مشکوٰۃ ص ۲۹۳ ج ۲) خالہ بمنزلہ ماں کے ہے۔ ایک حدیث میں ہے فَاِنَّمَا عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِيْهِ

یعنی چچا مثل باپ کے ہے۔" رشتہ داروں اور قرابت مندوں کے حقوق نہ لحاظ کرنیوالوں کے متعلق سخت وعید آئی ہے عَنْ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (متفق علیہ) حضور صلعم فرماتے ہیں کہ رشتہ کا کاٹنے والا یعنی رشتہ داروں کے حقوق کا نہ لحاظ کرنیوالا جنت میں نہیں داخل ہوگا۔

میاں بیوی کے حقوق ازدواجی تعلقات اور ناتے بھی بہت اہم ہیں جن کی تفصیل کا موقع نہیں ہے تاہم مختصراً عرض ہے فرمایا اللہ عزوجل نے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (پ۲ ع۱۲) یعنی جس طرح شوہروں کے حقوق بیویوں پر ہیں اسی طرح بیویوں کے حقوق بھی شوہروں پر ہیں ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ شوہروں کے حقوق بیویوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں۔ بیویوں کے حقوق کے متعلق ایک جگہ ارشاد ہے وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ (پ۴ ع۱۴) یعنی اپنی بیویوں کے ساتھ عمدہ اور اچھی طرح پر زندگی بسر کرو۔ انھیں کھانے پینے پہننے اوڑھنے رہنے سہنے میل ملاپ وغیرہ سے اپنی وسعت کے مطابق خوش رکھو۔ حدیث شریف میں ہے خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِأَهْلِهِ (مشکوٰۃ ص۲۸۱) تم میں بہتر اور اچھا وہ آدمی ہے جو اپنے بیوی بچوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتا ہے۔ شوہروں کی فضیلت کی کلام پاک نے یوں توضیح فرمائی ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَا أَنْفَقُوْا مِنْ أَمْوَالِهِمْ (پ۵ ع۳) یعنی مرد حاکم ہیں عورتوں پر بدیں وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر بہت ساری فضیلتیں بخشی ہیں اور نیز مرد اپنے مالوں کو عورتوں پر خرچ کرتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے لَوْ كُنْتُ آمِرًا أَحَدًا أَنْ يَسْجُدَ لِأَحَدٍ لَأَمَرْتُ النِّسَاءَ أَنْ يَسْجُدْنَ لِأَزْوَاجِهِنَّ لِمَا جَعَلَ اللّٰهُ لَهُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ حَقٍّ (مشکوٰۃ ص۲۸۲) آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی اور کیلئے سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم کرتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اسلئے کہ شوہروں کے حقوق بیویوں پر کچھ ایسے ہی ہیں۔

پڑوسیوں کے حقوق پڑوسیوں کے حقوق بھی بہت اہم ہیں رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں مَا زَالَ جِبْرِيْلُ يُوْصِيْنِيْ بِالْجَارِ حَتّٰى ظَنَنْتُ أَنَّهُ سَيُوَرِّثُهُ (مشکوٰۃ ص۴۲۲) جبرئیل نے مجھے پڑوسیوں کی خیرخواہی کے متعلق یہانتک ہدایت کی کہ مجھے گمان ہوگیا کہ شاید پڑوسیوں کو بھی وارث بنا دیا جائیگا۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ (مشکوٰۃ ص۴۲۲) جنت میں وہ شخص نہیں داخل ہوگا جو اپنے پڑوسیوں کو اپنی مختلف شرارتوں سے پریشان کرتا رہتا ہے۔

مسلمانوں کے باہمی حقوق عام مسلمانوں کے باہمی حقوق بہت سارے ہیں جن میں اہم اور بڑے حقوق کا ذکر کرتا ہوں (۱) میل ملاپ اور ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی کرنا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ الآیہ (پ۲۶ ع۱۲) محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکے اصحابؓ کافروں کیلئے فولاد سے زیادہ سخت ہیں اور آپس میں نرمی اور مہربانی سے ملتے جلتے ہیں۔ (۲) ایک کا دوسرے کی مدد کرنا۔ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کی مدد کرو (باقی صفحہ ۸ پر ملاحظہ ہو)